نقطۂ نظر

حضرت مولانا مفتی محمد اسحٰق صدیقی مدظلہٗ

تحریک "اسلامی انقلاب" کی حقیقت

برصغیر ہند و پاک کی سرزمین پر چودھویں صدی ہجری میں اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب کی تحریک سب سے پہلے جن صاحب نے شروع کی وہ متوفی علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نام سے معروف ہیں۔ ان کے بعض معتقدین انہیں امام کا لقب بھی دیتے ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کو سامنے رکھ کر ایک جماعت قائم کی جس کا نام "جماعت اسلامی" رکھا۔ اس تحریک اور جماعت کی عمر نصف صدی بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو چکی ہے۔ جماعت تیزی کے ساتھ پھیلی اور دیکھتے دیکھتے ہندوستان اور پاکستان سے نکل کر دوسرے اسلامی ممالک تک جا پہنچی۔ "نظام اسلامی" اور "اسلامی انقلاب" کی اس تحریک کو اس کے مداح احیاء اسلام کی تحریک کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

تحریک کی بنیاد تو دلی میں پڑی تھی پھر مرکز پٹھان کوٹ منتقل ہو گیا مگر تقسیم برصغیر کے بعد اس کا مرکز لاہور قرار پایا۔ جہاں کچھ ہچکولے کھانے کے بعد اس کی رفتار میں حیرت انگیز طریقہ سے تیزی بڑھ گئی۔ اس نے جہاد بالسیف کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کر لیا۔ ایک مرحلہ پر اس کا ایک حصہ مودودی صاحب سے اختلاف کی بناء پر اس سے الگ ہو گیا۔ اور کچھ مدت بعد اس نے اپنی تنظیم علیحدہ قائم کر لی۔ مگر نعرہ اس کا بھی "اسلامی نظام" اور "اسلامی انقلاب" ہی رہا۔ اور مودودی صاحب کے ساتھ اس کی عقیدت بھی حسب سابق باقی رہی۔

عوام اہل سنت میں "جماعت اسلامی" روز بروز نامقبول ہوتی گئی مگر بہت سے لوگ متحیر تھے کہ عوام میں نامقبول ہو کر بھی اس جماعت کی طاقت و قوت میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا۔ آج علاوہ عمارات، لٹریچر وغیرہ کے، اسلحہ کا خاصا بڑا ذخیرہ بھی اس کے پاس ہے۔ غیر ممالک میں بھی اس کی بڑی مان دان ہے۔ امریکہ کی خصوصی عنایتیں اس پر مبذول رہتی ہیں۔ ایران میں بھی اس کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ تعلّی و خودستائی اور اپنے کاموں کو خوشنما بنا کر مبالغہ کے ساتھ ان کی تشہیر کرنا۔ اس جماعت کا مزاج اور شیوہ ہے۔ اس جماعت کے بانی نے اسلام کا جو تصور پیش کیا ہے وہ جمہور اہلسنت کے تصور اسلام کے مطابق نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مغائرت کی نسبت رکھتا ہے۔ اور ان کی تحریک کا رخ بھی وہ نہیں معلوم ہوتا جو بانی تحریک اور ان کی پیروی کرنے والوں نے ابتداء ابہام کے ساتھ پیش کیا تھا۔ اہل بصیرت کو اس کا احساس تحریک کی ابتداء ہی میں ہو گیا تھا۔ چونکہ مودودی صاحب اس کے اغراض و مقاصد کا پرچار مبہم انداز میں کر رہے تھے۔ اس حیرت و احساس کے باوجود تحریک کی صحیح نوعیت و حقیقت اس وقت کوئی نہ سمجھ سکا۔ تحریک کی حقیقت سمجھنے سے جس طرح لوگ قاصر رہے اسی طرح بانی تحریک کا اصل مذہب بھی انہیں معلوم نہ ہو سکا۔ عام طور پر موصوف کو سنی ہی سمجھا جاتا تھا تاآنکہ اس خاکسار نے پہلی بار یہ انکشاف کیا کہ مودودی صاحب در حقیقت شیعہ ہیں۔ مگر نقاب تقیہ کی وجہ سے ان کا اصل چہرہ پوشیدہ ہے۔ موصوف نے اپنی تحریک کے ابتدائی دور ہی میں صفائی کے ساتھ کہہ دیا تھا کہ ہماری اس تحریک اور جماعت میں قادیانیوں

کے لئے شرکت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان کی اس وضاحت و صراحت سے بہت خوشی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے شیعوں کے لئے اپنی جماعت اور تحریک کا دروازہ نہیں بند کیا تھا۔ اور ان کے مضمون سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں شیعوں کا تعاون حاصل کرنے میں کوئی تکلف نہ ہو گا۔

موصوف کی شیعیت کا شبہ تو اس صورت حال کو دیکھ کر ہی پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ ان کی تحریک تو ان کے بقول خلافت اسلامیہ قائم کرنے کی تحریک تھی۔ اور شیعوں کو لفظ خلافت سے بھی چڑ ہے۔ وہ اس کے قیام کی کسی تحریک میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں؟ اگر ہوں گے تو یقیناً منافقانہ طور پر شرکت کر کے تحریک کو نقصان پہنچانا ان کا مقصد ہو گا۔ جو گروہ اسلام کی چودہ صدیوں میں برابر اسلامی حکومتوں کی تخریب میں لگا رہا ہو۔ جو خلفائے راشدین کی غالب اکثریت کو اور چند آدمیوں کو مستثنیٰ کر کے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منافق کہتا ہو۔ اس سے نظام اسلامی قائم کرنے کی کوشش میں تعاون کی توقع کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کوئی مہلک تیزاب کو پی کر پیاس بجھنے کی توقع کرے۔ حیرت تھی کہ موصوف تاریخ اسلام سے واقفیت کے باوجود شیعوں سے "اسلامی نظام" اور بقول خلافت الٰہیہ اور "احیاء دین" کی تحریک میں تعاون اور مخلصانہ شرکت کی توقع کیسے رکھتے ہیں؟ شبہ تو پیدا ہوا مگر میں نے موصوف کو شیعہ کہنے میں عجلت نہیں کی۔ کچھ دنوں کے بعد موصوف نے "خلافت و ملوکیت" لکھی اس وقت حالت پورے طریقے سے واضح ہو گئی۔ اور مودودی صاحب کی شیعیت خوب کھل گئی۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ نام نہاد تحریک نظام اسلامی کے لئے اس تبرے بازی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ کتاب اس کے لئے مضرت رساں ثابت ہوئی۔ یہ سب سمجھتے ہوئے بھی شوقِ تبرّیٰ سے مجبور و مغلوب ہو کر موصوف نے یہ کتاب لکھی جس کا ایک اہم مقصد صحابہ کرامؓ کی وقعت و عظمت کو مسلمانوں کی نگاہوں میں کم کرنا اور انہیں رفض خصوصاً "سیاسی رفض" کی طرف مائل کرنا تھا۔

اس زمانہ کے حالات پر غور سے نظر ڈالئے تو معلوم ہو گا کہ کتاب مذکور کے ذریعہ وہ شیعوں اور ان کے دوست یہود کو بھی مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ "خلافت و ملوکیت" لکھنے کے بعد ان کی تحریک کی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی۔ امریکہ و ایران کی عنایتیں ان پر زیادہ مبذول ہونے لگیں۔ ان کی تحریک دوسرے ممالک تک پہنچنے لگی اور اسے پھیلانے کے لئے ان کے پاس ذرائع وسائل کی بہتات ہو گئی۔ شاید یہی وہ دور ہے جب ایران سے خمینی آنجہانی اور ان میں دوستی کی پینگیں بڑھنا شروع ہوئیں۔ اس کتاب کی اشاعت نے اس حقیقت کو نمایاں کر دیا کہ مودودی صاحب کی یہ تحریک دراصل تحریک شیعیت ہے۔ اس کے مقاصد کی نوعیت وہی ہے جو تحریک شیعیت میں شیعوں کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ اسلامی نظام اور "احیاء دین" کے خوبصورت اور پرکشش القاب محض فریب ہیں۔ ان پردوں کے پیچھے شیعی اور سبائی مقاصد کو پوشیدہ کیا گیا ہے۔ یہاں پہنچ کر قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ "تحریک شیعیت" کیا چیز ہے؟ اس کی تفصیل گو بہت طویل ہے جس کا یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا مگر اس کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔ جو ان شاء اللہ مقصد مضمون سمجھنے کے لئے کافی ہو گا۔

نبی کریم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لائے ہوئے دین حق سے جس گروہ کو شدید ترین دشمنی اور عداوت ہے وہ گروہ یہود ہے۔ ابتدا ہی سے یہود دین اسلام کے خلاف سازشیں کرنے لگے تھے۔ ان

سازشوں کا بانی مشہور منافق عبد اللہ بن اُبی بن سلول تھا۔ اس کے مرنے کے بعد منافقین کا گروہ تتر بتر ہو گیا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰت والتسلیم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار کا علاقہ منافقین سے بالکل خالی ہو چکا تھا۔ ایک مدت کے بعد زمانۂ خلافت سیدنا ذی النورین رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن سبا نامی ایک یہودی نے اس سازش و تحریک کا احیاء کیا۔ اس نے ایک مذہب ایجاد کیا جس کا نام مذہب شیعہ ہے۔ اور تخریب اسلام کے لئے ایک تحریک جاری کی جسکی بنیاد شیعہ مذہب پر رکھی۔ اسی تحریک کو ہم "تحریک شیعیت" یا "سبائی تحریک" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایسے علماء اور دانشور جو شیعہ مذہب پر عبور رکھتے ہوں پہلے بھی بکثرت ہو چکے ہیں اور آج بھی بکثرت موجود ہیں۔ مگر "تحریک شیعیت" یا "سبائی تحریک" سے واقفیت رکھنے والے ماضی میں بھی بہت کم گزرے ہیں اور بہ زمانہ موجودہ تو مجھے عالم اسلامی میں کوئی عالم یا دانشور ایسا نظر نہیں آتا جو تحریک شیعیت سے صحیح معنیٰ میں واقفیت رکھتا ہو اور اسے ہر رنگ اور لباس میں پہچان سکے۔

سبائی تحریک کی کوئی شکل و صورت متعین نہیں ہے۔ لباس بدلنے اور بھروپ بھرنے میں یہ ماہر ہے۔ اور ہمیشہ کسی خوبصورت لباس میں ظاہر ہوتی ہے۔ تقیہ کی نقاب اس قدر دبیز ہوتی ہے کہ بڑے بڑے اہل نظر اس کا اصل چہرہ دیکھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس کی قطعی علامت یہ ہے کہ اس کا نتیجہ ہمیشہ اہل سنت کے دینی و دنیوی نقصان اور شیعوں کے فائدے کی صورت میں نکلتا ہے اور اس کے اثر سے اہلسنت کا ایک گروہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات گمراہ گر بھی بن جاتا ہے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ اس تحریک کو ہمیشہ یہود کی پشت پناہی اور رہنمائی اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ دراصل وہی اس کا احیاء کرتے ہیں اور اس کے ابتدائی محرک ہوتے ہیں۔ خود پس پردہ رہتے ہوئے شیعوں سے کام لیتے ہیں جسے یہ لوگ شوق و ذوق کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

بعض اوقات تحریک میں کوئی شیعہ نظر نہیں آتا مگر ہوتی ہے وہ شیعیت کی تحریک۔ ان صورتوں میں شیعہ اپنے یہودی استادوں کی ہدایت کے بموجب پس پردہ رہتے ہیں اور ضعیف الایمان سنیوں یا کسی سنی نما تقیہ باز شیعوں سے کام لیتے ہیں۔ کتمان و تقیہ کے ان دبیز تہہ در تہہ پردوں میں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اس کا پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ سید جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہ کی تحریک "اتحاد اسلامی" (پین اسلام ازم) کو دیکھئے۔ نام اور لباس کتنا دلکش اور نظر فریب ہے مگر اس کا نتیجہ خلافت اسلامیہ ترکیہ کے خاتمہ کی صورت میں نکلا جس سے اہل بصیرت پر ظاہر ہو گیا کہ یہ "تحریک شیعیت" تھی۔ ان دونوں استاد شاگردوں کے متعلق واضح ہو گیا کہ شیعہ تھے اور یہودی تنظیم فری میسن تنظیم سے وابستہ تھے۔ بلکہ مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دیتے تھے۔ مہدی سوڈانی بھی شیعہ تھا۔ مگر سنی بنا ہوا تھا۔ نام نہاد جماعت اسلامی کی طرح کتاب و سنت کی خلافت کا نعرہ لگا کر خلافت اسلامیہ ترکیہ کے خلاف بغاوت کی، فتنہ و فساد برپا کر کے اہلسنت کا خون خوب بہایا۔ ہزاروں کو گمراہ کیا۔ بالآخر سوڈان برطانیہ کے حوالے کر کے دنیا سے گئے۔ افغانی یا سوڈانی یا شیخ عبدہ کے متعلق اس وقت کچھ لکھنا مقصود نہیں ہے۔ ان کا تذکرہ صرف اس لئے کیا گیا کہ قاری کے لئے نام نہاد "جماعت اسلامی" اور اس کے بانی مودودی صاحب کے چہرے پہچاننے میں سہولت ہو جائے۔ اور اہلسنت ان کے برپا کئے ہوئے فتنوں سے بچ سکیں۔ مودودی صاحب کی تحریک اسلامی بھی انہیں کی تحریک کی طرح بلکہ اس سے زیادہ پر فریب ہے۔ مودودی صاحب نے بغض صحابہؓ کے جوش سے

مغلوب ہو کر "خلافت و ملوکیت" لکھی اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ موصوف شیعہ ہیں اور ان کی تحریک در حقیقت سبائی تحریک ہے۔ اسلامی نظام، اسلامی انقلاب اور خلافت الٰہیہ کے نعرے، اہلسنت کو فریب دینے کے لئے لگائے جا رہے ہیں۔ ان کا اصل مقصد شیعہ حکومت قائم کرنا، شیعیت پھیلا کر اہلسنت کو گمراہ کرنا اور سنی حکومت کو تباہ کرنا ہے۔

مودودی صاحب کی اس تحریک کی عمر ساٹھ برس بلکہ اس سے کچھ زائد ہو چکی ہے۔ اس مدت میں ان کی جماعت اور تحریک کا جو کردار رہا ہے وہ اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ وہ پکے رافضی تھے۔ اور انکی تحریک در حقیقت تحریک شیعیت ہے جس کا دوسرا نام تحریک سبائیت بھی ہے۔

موصوف نے اپنی زندگی میں مس فاطمہ جناح کو جو شیعہ تھیں صدر بنانے کی کوشش کی پھر یحییٰ خان کو جو نصیری شیعہ تھا صدارت پر قائم رکھنے کی کوشش کی اور اس کے ساتھ "اثم و عدوان" یعنی مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے الگ کرنے کی کوشش اور ظلم و ستم کرنے میں تعاون کیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک ان کی جماعت کا نمایاں کام مسلمانوں کی خونریزی کرنا رہا ہے۔ سابق مشرقی پاکستان میں ان کے حکم سے ان کی جماعت یحییٰ خان کی حکومت میں شامل ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ مل کر لاکھوں مسلمانوں کا خون ناحق بہایا۔ "الشمس و البدر" کے نام سے مودودی صاحب کی قائم کردہ تنظیموں نے اہلسنت کو بے دریغ قتل کیا۔ خونریزی کے ساتھ ان ظالموں نے ان پر بہتان طرازی بھی کی۔ قتل کا بہانہ یہ تھا یہ سب کمیونسٹ ہیں اور ہم کمیونسٹوں کے مقابلے میں جہاد کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ ہی دن بعد یہ جھوٹ کھل گیا۔ جب بنگلہ دیش کی حکومت بنی تو اس میں کمیونسٹوں کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اگر مودودی صاحب اور ان کے پیرو سچے ہوتے تو بنگلہ دیش میں پہلی حکومت کمیونسٹ حکومت ہوتی۔ اس سے خوب عیاں ہو گیا کہ انہوں نے اور ان کی جماعت نے خالص جھوٹ بولا۔ انکی بات میں سچائی کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ اور کمیونسٹوں کا بہانہ کر کے دیدہ و دانستہ لاکھوں مسلمانوں کا خون ناحق بہایا۔ جس کا مقصد مشرقی پاکستان کو الگ کرنا۔ اہل سنت کی خونریزی کرنا۔ اس طرح امریکہ و ایران کے مقاصد پورے کر کے یہود کا کلیجہ ٹھنڈا کرنا تھا۔ لاکھوں مسلمانوں کا خون کر کے بھی جماعت کو تسکین نہیں ہوئی اب تک یہ جماعت بنگلہ دیش میں ہنگامے برپا کرتی رہتی ہے اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتی رہتی ہے۔ مشرقی پاکستان سے فارغ ہوئے تو مغربی پاکستان کے کالجوں اور اس کی یونیورسٹیوں میں گولیاں چلوانا شروع کر دیں۔ بھائی کو بھائی کے ہاتھ سے قتل کروایا۔ اور کم از کم ایک نسل کا اخلاق و کردار برباد کر دیا۔ اس جماعت مودودیہ کو سنی طلبہ کے خون سے سیری نہ ہوئی تھی کہ یہود نے افغانستان کو مسلمانوں کا مقتل بنانے کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ مانے ہوئے "مفسدین فی الارض" یہود ساری دنیا کو نام نہاد اسرائیلی جھنڈے کے نیچے لانا چاہتے ہیں اپنی قوم (یہود) کے علاوہ وہ صرف شیعوں کے دوست بلکہ جگری دوست ہیں۔ ان کے علاوہ سب کے دشمن ہیں۔ ان کا پروگرام یہ ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر یا ان پر طاقت و قوت میں برتری رکھنے والی کسی طاقت سے ٹکرا کر انکی قوت و طاقت کو ضائع بلکہ تباہ کر دیا جائے۔ اور انہیں تباہی و بربادی کی انتہا تک پہنچا کر اپنا محتاج بنا لیا جائے۔ منصوبہ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ ہر اسلامی ملک پر شیعوں کو مسلط کر دیا جائے۔ اسی مقصد سے ایران کو پھیلانے اور بڑھانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ امریکہ کی پالیسی "جیوش ایجنسی" بناتی

ہے۔ امریکی صدر کی تکمیل انہیں کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ امریکہ نام نہاد "جماعت اسلامی" کا سرپرست بلکہ اس کا اصل بانی ہے۔ افغانستان میں ایران کو پہنچانے اور افغانی مسلمانوں کا خون بہا کر اس کی افرادی قوت POWER MAN کو ختم کرنے اور سنیوں کی خونریزی سے یہود اور شیعوں کا کلیجہ ٹھنڈا کرنے کے لئے اس نے ایک خونی ڈرامہ اسٹیج کیا۔ داؤد خان مرحوم کو قتل کروایا اور ڈرامائی انداز میں فوراً ایک طرف سے نعرہ جہاد بلند ہو گیا۔ داؤد خان بھی روس نواز تھے۔ جیسے ان کے ساتھ نباہ کیا گیا تھا اسی طرح دوسرے کے ساتھ بھی نباہ کی راہ نکالی جا سکتی تھی۔ اس کے ساتھ اصلاح کی کوشش بھی کی جاتی تو اچھے نتائج کی امید کی جا سکتی تھی۔ مگر زبان سے گفتگو کی بجائے نوک سنگین سے گفتگو کا آغاز کیا گیا۔ روس کو بہانہ مل گیا اور منصوبہ کے ماتحت اس نے فوجیں بھیج دیں۔ جن میں بکثرت شیعہ تھے۔ انہوں نے کابل پہنچ کر خوب ظلم ڈھائے شعائر اسلام کو پامال کیا۔ دین کی تعلیم کو بند کیا۔ مساجد میں تالے ڈالے۔ ان سب کافرانہ اعمال کی نسبت حکومت کابل کی طرف کی گئی۔ حالانکہ ببرک کارمل یا ترہ کئی کا مرتد ہو جانا تو قابل فہم تھا لیکن ان کی پوری فوج یا پورے کابل کا مرتد ہو جانا قطعاً قابل فہم نہیں تھا۔

اگر اعلان جنگ نہ کیا جاتا تو روسی فوجیں نہ آتیں اور بیس لاکھ بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کا خون نہ بہتا۔ مگر نام نہاد جماعت اسلامی کا مقصد امریکہ اور ایران کی مرضی پورا کرنا تھا۔ اس جنگ کے عام شرکاء اور ان کے بعض قائد تو مخلص تھے وہ تو دین کی خاطر اس میں شریک ہوئے تھے۔ انہیں ان کے عمل کا اجر ملے گا مگر نام نہاد "جماعت اسلامی" اور مجاہدین کے جو قائد اس کے زیر اثر تھے ان کے قلب میں خلوص کا کوئی ذرہ نہیں تھا اور نہ آج ہے۔ وہ تو امریکہ اور ایران کو خوش کرنے اور اس کے معاوضہ میں مال و جاہ حاصل کرنے کے لئے انہیں خون مسلم کی بھینٹ دے رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے دوران کئی بار فریق مخالف کی طرف سے صلح کی پیش کش ہوئی۔ اور جو شرائط ان لوگوں کی طرف سے پیش کی جاتی تھیں۔ نجیب نے سب منظور لی تھیں۔ بلکہ بعض شرائط پر عمل بھی شروع کر دیا تھا۔ ترہ کئی بھی تقریباً سب شرائط منظور کرنے کے لئے تیار تھا اور قوی امید تھی کہ جنگ بندی کے بعد گفت و شنید کے دوران وہ بقیہ شرائط بھی منظور کر لے گا۔ پھر نجیب نے تو صاف اور صریح الفاظ میں کہلا بھیجا تھا کہ سب شرائط منظور ہیں۔ جنگ بند کرو اور صلح کر لو۔ کابل میں دینی مکاتب و مدارس بھی کھل گئے تھے۔ مسجدوں کی رونق بھی عود کر آئی تھی۔ روسی فوج واپس چلی گئی تھی۔ عام مجاہدین اور ان کے وہ قائد جو نام نہاد جماعت اسلامی کے زیر اثر نہیں تھے اور مخلص تھے صلح پر تیار تھے لیکن نام نہاد جماعت اسلامی نے کسی طرح صلح نہ ہونے دی اور مسلمانوں کی خونریزی کرتی رہی۔

کابل پر قبضہ ہو چکا ہے لیکن مسلمانوں کی خونریزی نہیں بند ہوئی شیعہ فوج جس کا نام "حزب وحدت" ہے فتنہ فساد برپا کرتی رہتی ہے اور سنیوں کا خون بہاتی رہتی ہے۔ نام نہاد "جماعت اسلامی" اور مجاہدین کی دوسری جماعتوں میں اختلافات موجود ہیں۔ اور موقع بہ موقع ان کے درمیان جدال و قتال ہوتا رہتا ہے۔ نام نہاد "جماعت اسلامی" کی اعانت و سازش سے شیعوں کی خاصی بڑی تعداد حکومت میں شامل ہو چکی ہے یہ لوگ خفیہ ریشہ دوانیاں کر کے آپس میں فساد ڈلواتے رہتے ہیں۔ پھر اگر موقع ہاتھ آتا ہے تو امن و امان بحال کرنے کے بہانے سنیوں پر خوب ظلم ڈھاتے ہیں۔ سنیوں اور ان کی باہمی جنگ و جدل سے فائدہ اٹھا کر حکومت و اقتدار پر چھاتے جا رہے ہیں۔ [illegible] ہے کہ حکومت کابل کا ترجمان ایک شیعہ مولوی "آیت اللہ آصف الحسینی" ہے افغانستان میں شیعوں کی تعد[illegible]

برائے نام ہے۔ مگر حکومت میں شیعوں کا عمل دخل روز افزوں ہے۔ نام نہاد جماعت اسلامی کی ساختہ پرداختہ جماعت "حزب اسلامی" احمد شاہ مسعود کی فوج کا وجود گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اور اسے کابل سے نکالنے کے لئے اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ لیکن اسی حالت محاصرہ میں اس نے شیعوں کی ٦ ہزار فوج کابل میں داخل کر دی۔ یہی فوج "حزب وحدت" کہلاتی ہے اور اس میں زیادہ تر ایرانی شیعہ ہیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ نجیب نے ان سب افغانیوں کے لئے جو پاکستان اور ایران یا کسی دوسرے ملک جا کر پناہ گزیں ہوگئے تھے عام معافی کا اعلان کر کے انہیں افغانستان واپس آنے کی دعوت دی تھی۔ پاکستان نے امریکہ کے اشارۂ چشم و ابرو کی تعمیل میں اپنے یہاں سے پناہ گزینوں کو جانے کی اجازت نہیں دی۔ حالانکہ وہ لوگ جانا چاہتے تھے۔ مگر اس وقت کی حکومت پاکستان نے انہیں روک دیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد ہوگا کہ ایران نے اپنے یہاں قیام پذیر پناہ گزینوں کو کابل بھیج دیا تھا۔ اس کے ساتھ حکومت ایران نے نجیب کے ساتھ تعلقات بھی استوار کر لئے تھے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے دوست ہو گئے تھے۔ فتح کابل سے بہت پہلے ایران میں افغان پناہ گزینوں کے کیمپ خالی ہو چکے تھے۔ پھر اس وقت جو لوگ ایران سے افغانستان واپس جانے والے پناہ گزینوں کے نام سے جا رہے ہیں یہ کون ہیں؟ اور یہ کہاں سے پیدا ہو گئے؟ یہ ایرانی ہیں جو افغانستان میں شیعوں کی آبادی بڑھانے نیز مناسب مواقع پر فتنہ و فساد برپا کر کے سنیوں کا خون بہانے اور ان کی آبادی کم کرنے کی کوشش کرنے کے لئے ایران سے آرہے ہیں۔ یہ سب کچھ فرقہ مودودیہ یا اسلامی نظام کا نعرہ لگانے والوں کی اعانت و امداد سے ہو رہا ہے۔ یہ مودودی مشن جس کی تکمیل ان کے شاگرد اور متبعین کر رہے ہیں۔ یہ تحریک شیعیت ہے جسے یہ نام نہاد "جماعت اسلامی" چلا رہی ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہیں تو قوی اندیشہ ہے کہ کچھ مدت کے بعد افغانستان ایران کا ایک صوبہ بن جائے گا۔ امریکہ، بنی اسرائیل اور ایران اور بالفاظ مختصر عالمی یہود اور شیعوں کی یہی خواہش ہے اور اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو اہلسنت کے لئے دینی و دنیاوی دونوں اعتبارات سے سخت تباہ کن ہو گا۔ مودودی صاحب کا یہ مشن تھا اور انکی قائم کی ہوئی نام نہاد جماعت اسلامی اسی کے لئے کوشاں ہے۔ اسلام کے فروغ کے بجائے اسے شیعیت کے فروغ کی فکر ہے۔ اور اسلامی نظام سے اس کی مراد شیعی نظام ہے۔ اہل سنت کے نزدیک شیعی نظام کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شیعیت اسلام نہیں ہے۔ شیعی نظام اسلامی نظام نہیں ہو سکتا۔ اور جس حکومت میں شیعہ شامل ہوں اسے اسلامی حکومت نہیں کہا جا سکتا۔ اسے اسلامی حکومت کہنا شرعاً و عقلاً کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اسلام اور شیعیت کے بنیادی اصول میں فرق و اختلاف ہے۔ دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

بیس لاکھ بلکہ زائد مسلمانوں کا خون بہا کر نام نہاد جماعت اسلامی نے فریب کارانہ تدبیروں سے ایران کو افغانستان پہنچا دیا۔ نام نہاد حزب اسلامی نے بیک وقت چھ ہزار شیعہ فوج کو بہت آسانی کے ساتھ کابل پہنچا دیا۔ ان کے علاوہ ہزاروں ایرانی شیعہ واپس آنے والے پناہ گزینوں کے نام سے افغانستان آرہے ہیں۔ نام نہاد جماعت اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ وہ یہود اور شیعوں کی مرضی کے مطابق افغانستان پر ایران کو مسلط کر دے۔ اور اسکے لئے وہ کام میں معروف ہے رہا اسلامی نظام اور اسلامی انقلاب کا نعرہ تو وہ عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے ہے۔ خمینی آنجہانی ان کے امام ہیں اور ان کا بتایا ہوا رافضی نظام ان کے نزدیک اسلامی نظام ہے "اسلامی نظام" اور

"اسلامی انقلاب" کا نعرہ تو گلے پھاڑ پھاڑ کر لگایا گیا مگر چودہ سال تک مسلمانوں کے گلے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کٹوانے، لاکھوں مسلمانوں کی خونریزی کرانے اور اس خونِ برادرانِ اسلام کے دریا کو پار کرنے کے بعد جب کابل پر قبضہ ہوا تو نام نہاد "جماعت اسلامی" نے وہاں امریکی اور یہودی طرز کی جمہوریت قائم کی۔ وہ بھی اسقدر ناقص کہ کابل پر بھی کوئی کنٹرول نہیں۔ اس کے باہر کیا ہوگا۔ سود خوری اور دوسرے فسق و فجور بدستور سابق پھیلے ہوئے ہیں۔ "حزب وحدت" اور دوسرے شیعہ گروہ برابر فتنہ فساد برپا کرتے رہتے۔ اور موقع ملنے پر سنیوں کو اذیت اور نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قتل و نہب سے بھی نہیں چوکتے۔

خمینی آنجہانی کا لٹریچر پھیلایا جا رہا ہے۔ اور ان کی تصویریں دفتروں اور ریستورانوں کی زینت بنائی جا رہی ہیں۔ ایران سے ایرانی شیعہ برابر آ رہے ہیں اور ایران افغانستان میں شیعوں کی تعداد بڑھانا چاہتا ہے۔ افغانستان میں شیعوں کی تعداد زیادہ دکھانے کے لئے افغان پناہ گزینوں کی واپسی کے نام سے فریب دے کر وہاں ایرانی شیعہ بھیج رہا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ افغانستان میں شیعوں کی تعداد بہت قلیل بلکہ برائے نام ہے۔

نام نہاد "جماعت اسلامی" جو "الحزب الاسلامی" کے نام سے کابل میں موجود ہے ایران اور شیعوں کے اس فریب سے خوب واقف ہے مگر وہ اس کے انسداد کی کوشش کیوں کرنے لگی؟ وہ تو ایران و امریکہ کی زرخرید ہے۔ اور خود شیعہ گردی چاہتی ہے۔ اس کا مشن یہی ہے کہ افغانستان پر ایران کو مسلط کر دے۔

اہل سنت کو نقصان پہنچانے۔ اور ان کی نسل کو برباد کرنے کے لئے یہود نے جو منصوبہ بنایا ہے اس کا ایک اہم جزو یہ بھی ہے کہ طلبہ کو سیاسیات میں عملی حصہ لینے کی ترغیب دی جائے تاکہ وہ سیاست میں مشغول ہو کر حصول علم کی طرف سے غافل ہو جائیں اور مستقبل میں ملک و قوم کی اجتماعی و انتظامی خدمت انجام دینے سے عاجز ہو جائیں۔ ملک کا نظم و نسق چلانا ان کے بس سے باہر ہو جائے۔ مستقبل میں اس کا نتیجہ ان کے لئے انفرادی حیثیت میں بے روزگاری اور بے کاری کی صورت میں نکلے گا اور اس طرح قوم کے لئے کام کے آدمیوں سے محرومی کی شکل میں۔ ملت میں انحطاط و زوال کی رفتار تیز ہو جائے گی۔

مودودی صاحب کی جماعت، یہود کے اس مقصد کو پورا کرنے کی بھی کوشش کرتی رہتی ہے۔ تعلیمی اداروں میں جو ہنگامے اور خونریزیاں وہ کرا چکی ہے ان کا علم سب اہل پاکستان کو ہے۔ تازہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دانشور کی طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے کے وقت طلبہ سے تحریری عہد لیا جائے کہ وہ دوران تعلیم سیاسیات میں حصہ لینے سے احتراز کریں گے اور ہنگامہ آرائی سے دور رہیں گے۔ ہر عاقل جو مسلمانوں اور پاکستان کا خیر خواہ ہو اس تجویز سے اتفاق اور اس کی تحسین کرے گا۔ مگر "جماعت اسلامی" کو اس سے اختلاف ہے۔ ابھی تجویز باضابطہ طور پر سامنے بھی نہیں آئی ہے کہ جماعت مذکور کے امیر نے اس کے خلاف بیان بھی دے دیا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس جماعت کا مزاج کس قدر فساد پسند ہے۔ طلبہ کا سیاست میں حصہ لینا ان کی تعلیمی زندگی میں سخت مضر بلکہ اس کے لئے مہلک ہے۔ یہ صرف ان تک محدود نہیں رہتا بلکہ پوری قوم اور پورے ملک کو پہنچتا ہے۔ مودودی صاحب کی جماعت پاکستان کی نئی نسل کو جس میں غالب اکثریت سنیوں کی ہے ذہنی اخلاقی اعتبار سے ہلاکت میں ڈالنا چاہتی ہے۔

نام نہاد "جماعت اسلامی" کے ساٹھ سالہ نعرہ "اسلامی انقلاب" و "اسلامی نظام" کے ساتھ اس کے کردار پر نظر کرنے سے قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیات مقدسہ یاد آجاتی ہے۔

وَمَن النَّاس مِن یعْجِبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا وشھد اللہ علی ما فی قلبہ وھوا الد الخصام ۔ واذا تولیٰ سعی فی الأرض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل۔ واللہ لا یحب الفساد۔(البقرہ جزء ۲ ع ۲۵ آیت ۲۰۵)

ترجمہ۔ "اور لوگوں میں ایسا شخص بھی ہے جس کی گفتگو جو دنیوی غرض سے ہوتی ہے۔ اچھی معلوم ہوتی ہے اور جو اس کے دل میں ہے اس پر وہ اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ در آں حالیکہ وہ شدید ترین دشمن ہے۔ اور جب پیٹھ پھیر کر جاتا ہے تو وہ اس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ زمین پر فساد کرے۔ اور کھیتی و نسل کو تباہ کرے در آں حالیکہ اللہ تعالیٰ فساد کو بالکل نہیں پسند فرماتا"

آج (۱۰ اگست ۱۹۹۲ء) کی تازہ اطلاع یہ ہے کہ شیعوں کا لشکر جس کا نام "حزب وحدت" ہے پروفیسر ربانی صاحب کے لشکر پر حملہ کر رہا ہے۔ اس کا مقصد کابل پر قبضہ اور کم از کم نصف افغانستان پر تسلط ہے۔ ایران اس کا معاون و مددگار ہے۔ حزب اسلامی یعنی نام نہاد جماعت اسلامی کا پروردہ گروہ وسط کابل پر گولہ باری کر کے حزب وحدت (شیعوں کا لشکر) کی امداد کر رہا ہے کابل جل رہا ہے۔ سینکڑوں آدمی اب تک ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ احمد شاہ مسعود جنگ بندی کرانے سے عاجز ہیں۔ دیدۂ عبرت نگاہ ہو تو اسلامی نظام کے نعرے کا یہ انجام قوم کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ مودودی صاحب کی اور ان کی قائم کی ہوئی جماعت کی تحریب درحقیقت تحریک شیعیت، یا سبائی تحریک ہے جس کا مقصد اہل سنت کو گمراہ کرنے اور تباہ کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ یہ جماعت یہود کے مقاصد پورے کر رہی ہے۔

یہی نعرہ لگا کر اور "جہاد جہاد" کی آواز بلند کر کے یہ نام نہاد "جماعت اسلامی" کشمیر کے سنیوں کا خون بہا رہی ہے۔ کشمیر کی قیادت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جماعت مودودیہ کے فریب میں نہ آئیں اور قوم کے ہونہار اور مخلص نوجوانوں کا قیمتی خون بے مقصد بہانے سے احتراز کریں۔

کشمیر کا مسئلہ اس طرز عمل اور جنگ و جدل سے حل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ افغانستان میں نام نہاد "جماعت اسلامی" کا کردار دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ اور اس جماعت کے سائے سے بھی بچیں۔

۱۔ ملاحظہ ہو حیات شیخ محمد عبدہ نیز حیات جمال الدین افغانی اور مصری ادب کی تحریک از پروفیسر محمد محمد (سکندریہ یونیورسٹی)